علومِ حدیث میں علامہ عبدالرؤف مناوی کا کردار: تصانیف اور طریقہ کار کا تجزیاتی مطالعہ

The Role of Allama Abdul Rauf Al-Munawi in Hadith Sciences: An Analytical Study of His Works and Methodology

Amna Bibi
MPhil Scholar,
Islamic Studies and Religious Affairs, University of Malakand
Email: komalbano146@gmail.com
Dr. Najmul Hasan
Associate Professor,
Islamic Studies and Religious Affairs, University of Malakand
Email: najmulh639@gmail.com
Sulaiman Kaka Khel
MPhil Scholar,
Islamic Studies and Religious Affairs, University of Malakand
Email: sulaimankakakhel@gmail.com

Abstract

The paper reveals a thorough analytical and critical overview of the contributions of Allama Abdul Rauf al-Munawi, to the field of Hadith sciences. Living in a transitional Ottoman-Egyptian era often stereotyped as an age of academic stagnation and blind imitation (Taqlid), Al-Munawi broke through the contemporary intellectual inertia by producing deep, multifaceted commentaries and independent compilations. The main goal of this research is to carefully assess the textual and contextual methodology of his structural works, with a central focus on his twin commentaries on Al Sayuti's Al Jami' Al Saghir: the exhaustive Fayd al-Qadir and the abridged Al-Taysir. The paper critically examines Al-Munawi's jurisprudential, philological, and spiritual insights in his other prominent commentaries, including his glosses on Imam al-Tirmidhi's Shama'il, Imam Nawawi's Arbaeen e.t.c. Furthermore, it evaluates his independent role as a compiler through analytical reflections on his alphabetical compendium Kunuz al-Haqa'iq and his distinct assembly of divine traditions in Al Ittihafat al Saniyyah bi al Ahadith al Qudsiyyah. Methodologically, this paper employs a qualitative, descriptive, and critical comparative analysis. The findings reveal that Al-Munawi successfully synthesized the empirical rigor of Hadith transmission with the intellectual depths of textual comprehension. Unlike passive later-day commentators, he exercised intellectual independence, frequently rectifying the lenient authentications

of Imam al-Suyuti and critiquing the source materials of master traditionalists like Hafiz Ibn Hajar. His unique methodology seamlessly unified exoteric legal frameworks (Shari'ah) with esoteric ethical purifications (Tariqah), creating a balanced, non-partisan comparative jurisprudential discourse across the four mainstream Islamic legal schools. Ultimately, this study concludes that Al-Munawi's literary corpus, particularly Fayd al-Qadir, serves as an indispensable multi-disciplinary encyclopedia for contemporary Islamic researchers. The paper recommends bridging modern academic gaps by prioritizing comparative textual studies between Al-Munawi and his contemporaries, critical editing of his unpublished manuscripts, and translating his ethical treatises into modern academic languages.

Keywords: Allama Abdul Rauf al-Munawi, Hadith Commentary, Fayd al-Qadir, Textual Comprehension, Al-Jami' al-Saghir, Mystical Exegesis, Hadith Criticism, 11th Century Hadith Literature

تمہید اور تعارف (Introduction)

عالمِ اسلام کی تاریخ میں دسویں اور گیارہویں صدی ہجری (سولہویں اور سترہویں صدی عیسوی) کا زمانہ سیاسی و سماجی و علمی لحاظ سے ایک بڑے تغیر کا دور رہا ہے۔ خلافتِ عباسیہ کے سقوط اور سقوطِ غرناطہ کے بعد، مصر و شام پر سلطنت عثمانیہ کے عروج نے جہاں ایک نئی سیاسی جہت دی، وہاں علمی دنیا میں بھی جمود اور تقلید کے سائے گہرے ہونے لگے تھے۔ اس دور میں علمِ حدیث کے میدان میں متقدمین کی طرح نئی اسناد کی تلاش، اَسماء الرجال کی نئی جرح و تعدیل، یا نئے اُمہات الکتب کی تدوین کا کام تقریباً ختم ہو چکا تھا[1]۔ اس عہد کے محدثین نے اپنی علمی توانائیاں پچھلی صدیوں میں لکھی گئی کتبِ حدیث کی شروحات، حواشی، تعلیقات اور اختصار نویسی پر مرکوز کر دی تھیں۔ اگرچہ بعض ناقدین اس دور کو علمی انحطاط یا جمود کا دور کہہ دیا کرتے ہیں، لیکن در حقیقت یہ دور پچھلے دینی اثاثے کو تہذیب و ترتیب دینے اور اسے عام فہم بنا کر اگلی نسلوں تک منتقل کرنے کے لیے انتہائی زرخیز تھا۔ امام جلال الدین سیوطیؒ[2] اس عبوری دور کے آخری بڑے مجددِ حدیث تھے، جنھوں نے بکھرے ہوئے حدیثی سرمائے کو اکٹھا کیا[3]۔ امام سیوطیؒ کے بعد دسویں صدی ہجری کے آخر اور گیارہویں صدی ہجری کے ابتدا میں جو علمی خلا پیدا ہوا، اسے پُر کرنے میں مصر کے علمی و روحانی ماحول نے اہم کردار ادا کیا، جہاں جامعہ ازہر علم و تدریس کا ایک مرکزی مقام ٹھہرا۔

1۔ شخصیت کا تعارف: علامہ عبد الرؤف مناوی کا علمی مرتبہ اور ان کی تصانیف کا اجمالی خاکہ

اسی علمی و فکری ماحول میں زین العابدین محمد عبد الرؤف بن تاج العارفین بن علی الحدادی المناوی القاہری الشافعی (952ھ-1031ھ) کی شخصیت ابھر کر سامنے آئی۔ علامہ مناویؒ نے مصر سے تعلق رکھنے والے معروف دینی، فقہی اور صوفی خاندان میں آنکھ کھولی اور بچپن ہی میں قرآن پاک کی حفظ اور ابتدائی علوم کے تحصیل سے فارغ ہو گئے ([4])۔ آپ اپنے زمانے کے جلیل القدر اساتذہ، جیسے امام جلال الدین محلی ([5])، شہاب الدین رملی ([6]) اور زکریا الانصاری ([7]) کے ممتاز تلامذہ سے کسبِ فیض کرتے رہے۔ فقہ میں آپ کو شافعی مسلک پر کامل عبور حاصل تھا، جبکہ فکری و روحانی طور پر آپ تصوف میں بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ علامہ مناویؒ کو تاریخ اسلام میں "شارحِ حدیث" کی حیثیت سے ایک منفرد اور نمایاں مقام حاصل رہا ہے۔ مناویؒ کی علمی خصوصیات میں یہ بھی ہے کہ وہ نہ صرف روایتی محدث، یا فقیہ تھے، بلکہ انہوں نے علمِ حدیث کے فنی مباحث یعنی روایت کو صوفیانہ اسرار و حکم یعنی درایت کے ساتھ اس خوبصورتی سے پیوست کیا کہ ان کی شروحات ظاہری اور باطنی علوم کا حسین سنگم بن گئیں۔ علامہ محبیؒ ([8]) ان کے علمی مقام کا اعتراف کرکے لکھتے ہے کہ مناوی اپنے زمانہ میں زہد، تقویٰ اور کثرتِ تصنیف میں یگانۂ روزگار تھے ([9])۔

علامہ مناویؒ نے مختلف اسلامی علوم پر درجنوں ضخیم اور مختصر کتب تحریر کیں ([10])۔ ان تصانیف کا ایک بڑا اور نمایاں حصہ براہِ راست علمِ حدیث، شروحِ حدیث، اصولِ حدیث اور اسماء الرجال سے متعلق ہے۔ ان کی حدیثی خدمات، اجمالاً 3 بڑے دائروں پر منقسم ہو سکتے ہیں۔ پہلے دائرے میں انہوں نے شرح الاحادیث کا کام کیا، اس تناظر میں سب سے بڑا کام جامع صغیر از امام السیوطیؒ کی دو شروحات ہیں؛ پہلی مفصل جو فیض القدیر کے نام سے چھ جلدوں میں علمی دنیا کا مرجع ہے، اور دوسری مختصر جسے التیسیر کہا جاتا ہے۔ موصوف نے دیگر مشہور متون حدیث کی شروحات بھی لکھی ہے، جیسا کہ انہوں امام ترمذی کی الشمائل المحمدیۃ، اور اربعین نووی پر گرانقدر شروح لکھیں ([11])۔ دوسرا دائرہ جمع و تدوین حدیث کا ہے، علامہ مناویؒ نے احادیث کے کئی مجموعے بھی تیار کیے۔ اس میں ہجائی حروف کے انداز پر مبنی مختصر احادیث کا مجموعہ کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق اور احادیثِ قدسیہ پر مشتمل منفرد کتاب الاتحافات السنیۃ بالاحادیث القدسیۃ علمی حلقوں میں بے حد مقبول ہیں ([12])۔ تیسرا دائرہ اصولِ حدیث کا ہے، جس میں انہوں نے حافظ ابن حجر ([13]) کی نخبۃ الفکر کی تشریح لکھی ([14])۔

علمِ حدیث اور اسکے متعلقہ شعبوں کے ساتھ ساتھ علامہ مناویؒ کا قلم دیگر اسلامی و عقلی علوم پر بھی یکساں روانی سے چلا، جو ان کی کثیر الجہتی علمی وسعت کی واضح دلیلیں ہیں۔ تاریخ، سیرت، مناقب وغیرہ کے باب میں آپ کی کتاب الروض الباسم في سیر السیرۃ الماجي وفوز الغانم سیرتِ نبوی کا ایک معتبر ماخذ ہے، جبکہ لغت اور اصطلاحات

کے علم میں ان کی کتاب التوقیف علی مھمات التعاریف اب بھی اصحاب تحقیق کیلیے اصطلاحاتِ علمیہ کی بہت اہم اور مستند ڈکشنری تسلیم کی گئی ہے[15]۔ یہ متنوع تصانیف ظاہر کرتی ہیں کہ ان کا تفکری کینوس کتنا وسیع تھا اور یہی علمی تنوع ان کی احادیث کی شروحات میں بھی گہرائی پیدا کرنے کا سبب بنا۔

مقصد و اہمیت

علامہ عبد الرؤف مناویؒ کی حدیثی خدمات کا دائرہ انتہائی وسیع ہے، تاہم عصرِ حاضر کے تحقیقی جرائد اور علمی حلقوں میں ان کی تصانیف کے منہج پر تفصیلی اور تقابلی کام کی تشنگی اب بھی موجود ہے۔ اس مقالے کا بنیادی مقصد علامہ مناویؒ کی حدیث کے متعلق دستیاب مشہور و معروف تصانیف کا ایک جامع، تنقیدی اور تجزیاتی جائزہ پیش کرنا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ مناویؒ نے متقدمین کے حدیثی سرمائے، بالخصوص امام سیوطیؒ کی الجامع الصغیر کو کس طرح اگلی نسلوں کے لیے کارآمد اور آسان بنایا۔ اس بحث و تفتیش کی علمی اہمیت اس لحاظ سے بھی مسلم ہے کہ یہ علامہ مناویؒ کے اسلوبِ نگارش، جرح و تعدیل کے باب میں آپ کے معیار، اور احادیث سے استنباطِ احکام کے طریقے کو واضح کرے گی۔ مزید بر آں، یہ مقالہ اس مغالطے کو دور کرنے میں مددگار ثابت ہوگا کہ متاخرین کا کام محض نقلِ محض یا سرقہ ہوتا تھا، بلکہ یہ ثابت کرے گا کہ مناویؒ نے نقل و روایت کے اس دور میں بھی نقد و درایت اور حریتِ فکر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا[16]۔ یہ مقالہ حدیث کے طالب علموں کو علامہ مناویؒ کی کتب سے استفادے کا درست طریقہ کار سمجھنے میں ایک علمی رہبر و راہنما کا کام دے گا۔

2۔ علامہ مناوی کی حدیثی تصانیف کا تجزیاتی مطالعہ

علامہ عبد الرؤف مناویؒ کی علمی شہرت اور فنِ حدیث میں ان کی امامت کا اصل مدار امام جلال الدین السیو طیؒ کی شہرہ آفاق کتاب الجامـع الصغـیـر پر لکھی گئی شروحات ہیں۔ امام سیوطیؒ اپنے اس مایہ ناز تصنیف میں اُمہات الکتب اور دیگر مصادر سے ہزاروں مختصر، جامع اور قولی احادیث کو ہجائی ترتیب پر مدون کیا تھا[17]۔ چونکہ مذکورہ کتاب متنِ حدیث کا ایک بحرِ بے کنار تھی لیکن اس میں شروحات اور تفصیلی فقہی احکام کی کمی تھی، اس لیے علامہ مناویؒ اسی کمی کو پورا کرنے کیلیے اپنی زندگی کا معتدبہ حصہ اسکی تشریح کیلیے وقف کیا۔ انہوں نے اس پر دو عظیم الشان شروحات لکھیں، جو ضخامت، علمی گہرائی اور اسلوب کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف مگر مستند و معتبر ہیں۔

1۔ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر

فیضُ القدیر علامہ زین الدین عبد الرؤوف المناویؒ کی حیات مستعار کی بہت بڑی علمی کاوش اور انکا لافانی شاہکار ہے، جو عام طور پر چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے[18]۔ یہ امام جلال الدین سیوطیؒ کی جامع صغیر کی جامع و

تحقیقی شرح ہے، جس میں علامہ مناویؒ نے حدیث کے نحوی، لغوی، اسنادی، فقہی و روحانی گوشوں کو واضح کیا ہے۔ مناویؒ اسی شرح میں روایت اور درایت کا ایک متوازن امتزاج قائم کرتے ہیں۔ آپ احادیث کے غریب و مشکل الفاظ کی لفظی اور لغوی تشریح کرتے ہیں، ان کے اشتقاق اور مفہوم کی وضاحت کیا کرتے ہیں۔ بوقتِ ضرورت نحوی و ادبی پہلوؤں کو بھی زیر بحث لاتے ہیں، پھر حدیث کے مجموعی مفہوم و حاصل شدہ معانی کو بیان کرتے ہیں۔ اس طرح یہ شرح محض ترجمۂ حدیث یا لفظی توضیح پر کلام نہیں کرتی بلکہ حدیث کے مختلف پہلوؤں کو سامنے لاتی ہے۔

امام سیوطیؒ نے الجامع الصغیر میں احادیث کے ساتھ رموزی علامات استعمال کی ہیں، مثلاً "خ" سے بخاری اور "م" سے مسلم کی طرف اشارہ کیا، نیز بعض مقامات پر احادیث کی صحیح وضعیف ہونے کے بارے کلام کیا ہے۔ علامہ مناویؒ نے محض امام سیوطیؒ کی آراء کی پیروی نہیں کی ہے بلکہ احادیث کے اسنادی حیثیت پر بھی بحث کی۔ وہ ائمۂ جرح وتعدیل، مثلاً ابن حجر، امام ذہبی اور امام عراقی وغیرہ کے اقوال سے استفادہ کرتے ہوئے بعض احادیث کے حکم پر نقد کرتے ہیں پھر اسکا درجہ متعین کر کے بیان کرتے ہیں([19])۔ مسلکاً شافعی ہوتے ہوئے بھی علامہ مناویؒ کے ہاں فقہی بحث میں وسعت اور علمی اعتدال نمایاں ہے۔ وہ احادیث سے احکام کے استنباط کے موقع پر چاروں ائمہ، یعنی امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی اقوال و دلائل کو سامنے لانے کی کوشش کرتے ہیں اور حدیث کے فقہی پہلوؤں پر گفتگو کرتے ہیں۔ جس سے پتہ لگ جاتا ہے کہ آپ کی شرح صرف ایک خاص فقہی مکتبۂ فکر کی ترجمانی نہیں کرتی، بلکہ مختلف فقہی آراء دلائل کے ساتھ سمجھانے کی سعی کرتی ہے۔ فیض القدیر کا نمایاں وصف یہ بھی ہے کہ اس میں احادیث کے اخلاقی، معنوی اور روحانی پہلوؤں کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ علامہ مناویؒ نے احادیث کے ظاہری مفہوم کے علاوہ ان کے پوشیدہ اور روحانیت کے اسرار و حکمتوں کو بھی واضح کیا ہے۔ پھر اس سلسلے میں صوفیائے کرام، بالخصوص غزالیؒ و محی الدین ابن عربیؒ کے افکار سے استفادہ کیا ہے۔ جس کی مدد سے لغوی و حدیثی مباحث کے ساتھ ایک روحانی اور اخلاقی جہت بھی پیدا ہو جاتی ہے([20])۔

علامہ مناویؒ اپنے اس کتاب میں احادیث کے مشکل الفاظ کی لغوی تشریح، انکے معانی ومفاہیم کی توضیح اور اس سے حاصل شدہ حکمتوں کو واضح کرنے پر خصوصی توجہ دی ہے۔ آپ کے منہج کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ بے جا طول طویل بحثوں اور بے جا تفصیلات امکانی حد تک دامن بچاتے ہیں تاکہ شرح کا اصل مقصد، یعنی کلامِ نبوی کے معانی اور مقاصد کی تفہیم، پسِ پشت نہ چلا جائے۔ ان کی شرح میں لغوی، شرعی، فقہی اور صوفیانہ مباحث کا ایسا امتزاج پایا جاتا ہے جس سے حدیث کو متفرق علمی گوشوں سے سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے([21])۔ تاہم اس عظمت کے باوجود **فیض القدیر** بعض نقد سے خالی نہیں۔ بعض محققین، مثلاً علامہ صنعانی، اس طرف توجہ دلاتے ہیں کہ علامہ

مناویؒ متعدد مواضع میں احادیث کے حکم اور انکی تصحیح و تحسین میں قدرے تساہل سے کام لیتے ہیں۔ یہ تنقید واضح کرتی ہے کہ شرح سے استفادہ کرتے وقت حدیث پر قائم کیے گئے احکام کو دیگر کتبِ حدیث و رجال کی روشنی میں بھی دیکھنا چاہیے (22)۔ علامہ مناویؒ نے بعد ازاں طلبہ اور عام قارئین کی سہولت کے لیے اسی شرح کی ایک مختصر تصنیف **التیسیر بشرح الجامع الصغیر** کے عنوان سے مرتب کی، جس سے ان کے علمی منہج سے نسبتاً مختصر صورت میں استفادہ ممکن ہوا۔ یوں فیض القدیر نہ صرف الجامع الصغیر کی اہم ترین شروح میں شمار ہوتی ہے بلکہ حدیث کی لغوی، حدیثی، فقہی اور روحانی تشریح کے اعتبار سے بھی جامع علمی سرمایہ ہے۔

2۔ التیسیر بشرح الجامع الصغیر

"فیض القدیر " کی تصنیف کی تکمیل پر، امام مناویؒ نے یہ بات محسوس کی کہ اس کی علمی ضخامت، دقیق لغوی ابحاث اور طویل اسنادی مباحث سے عام طلبہ اور اوسط درجے کے قارئین کا فائدہ اٹھانا مشکل ہے۔ اسی احتیاج کے تناظر میں آپ نے الجامع الصغیر کی ایک دوسری شرح **التیسیر بشرح الجامع الصغیر** کے نام سے تحریر کی، جو عموما دو سے تین جلدوں پر محیط ہے (23)۔ التیسیر کا اسلوب انتہائی مختصر، شستہ اور لفاظی سے منزہ ہے۔ جس میں علامہ مناویؒ نے طویل کلامی اور فقہی مناظروں کو حذف کر دیا ہے اور راویوں کے اسنادی احوال پر لمبی چوڑی بحث کے بجائے صرف روایت کا خلاصہ، پھر اس سے حاصل شدہ اخلاقی اور عملی سبق بیان کیا ہے۔

جہاں" فیض القدیر "ایک محقق، فقیہ اور مجتہدانہ بصیرت رکھنے والے عالم کے لیے علمی غذا فراہم کرتی ہے، وہاں" التیسیر "عام قاری اور مبلغ کے لیے احادیث کے مفاہیم تک پہنچنے کا ایک سریع اور سہل ذریعہ ہے (24)۔ "فیض القدیر "میں مناویؒ کا قلم ایک تنقیدی محقق کا ہے جو امام سیوطیؒ سے جابجا اختلاف کرتا ہے، جبکہ " التیسیر " میں وہ ایک مصلح اور شفیق استاد کی شکل میں رونما ہوتے ہیں۔ جو حدیث کے بنیادی مدعا کو سیدھے سادھے انداز میں ذہن نشین کرانا چاہتا ہے۔ یہ دونوں شروحات مل کر امام سیوطیؒ کے حدیثی سرمائے کو وہ کمال اور دوام بخشتی ہیں کہ علمی دنیا میں یہ محاورہ مشہور ہو گیا کہ "سیوطیؒ نے اگر احادیث کا باغ لگایا تھا، تو مناویؒ نے اس باغ کے پھلوں کو توڑ کر امت کی جھولی میں ڈال دیا"۔

"فیض القدیر" اور "التیسیر" کا اسلوبیاتی و تجزیاتی مطالعہ

علامہ مناویؒ متنِ حدیث کی تشریح کا آغاز غریب الفاظ (مشکل الفاظ) کے لغوی حل سے کرتے ہیں۔ آپ لفظ کے مادے، اسکے عربی استعمالات اور نحوی ترکیب کو واضح فرماتے ہیں۔ آپ اس باب میں امام جوہری کی 'الصحاح' اور مجد الدین فیروز آبادی کی 'القاموس المحیط' پر کثرت سے اعتماد کرتے ہیں، تاکہ متن کا وہ مفہوم متعین

ہو سکے جو عہدِ رسالت میں عرب سمجھتے تھے([25])۔ فقہی مباحث میں مناویؒ کا اسلوب "موازنہ جاتی فقہ" کا ہے۔ وہ حدیث سے حکم اخذ کرتے وقت خود کو شافعی مسلک تک محدود نہیں رکھتے۔ وہ حنفی، مالکی اور حنبلی ائمہ کی دلیلیں بھی پوری دیانت و امانت کے ساتھ لاتے ہیں اور جہاں ضرورت ہو، وہاں ائمہ کے درمیان تطبیق پیدا کرنے پر زور صرف کرتے ہیں، جس کی مدد سے انکی فکری وسعت اور مسلکی تعصب سے دوری ظاہر ہوتی ہے۔

مناویؒ اس زمانے کے بڑے صوفیاء میں سے ایک تھے، اس لیے فیض القدیر میں احادیث کی احکاماتِ ظاہری کے ساتھ اس کے باطنی اسرار، تزکیۂ نفس اور اخلاقی فلسفے پر خاص توجہ فرماتے ہیں۔ آپ احادیث کی ایسی صوفیانہ تشریحات لاتے ہیں جو شریعت کے دائرے کے اندر ہوں اور اس مقصد کے لیے وہ امام غزالیؒ کی 'اِحیاء علوم الدین' اور شیخ محی الدین ابن عربیؒ کی الفتوحات المکیۃ کے پیچیدہ نکات کو عام فہم بنا کر پیش کرتے ہیں([26])۔ علومِ حدیث کے ماہر کے طور پر مناویؒ کا یہ سب سے مضبوط وصف ہے۔ امام سیوطیؒ نے 'الجامع الصغیر' میں احادیث کی صحت کا جو حکم لگایا تھا، مناویؒ اس پر اندھا دھند بھروسہ نہیں کیا کرتے۔ وہ راویوں کے احوال پر حافظ ابن حجر عسقلانی کی تہذیب التہذیب اور امام ذہبی کی 'میزان الاعتدال' کے تناظر میں مدعا پیش لاتے ہیں([27])۔ اگر سند میں کوئی مجہول، ضعیف یا متہم بالکذب (جھوٹ کا متہم) راوی ہو، تو وہ کھل کر امام سیوطیؒ کی تصحیح پر کر کے سیوطیؒ کے تساہل کو عیاں کیا کرتے ہیں۔

2۔ التیسیر کا منہج اور اختصار کا اچھوتا اسلوب

"فیض القدیر" کے فوراً بعد علامہ مناویؒ نے "التیسیر" تحریر کی، جو کوئی سرسری اختصار نہیں بلکہ ایک سوچے سمجھے علمی مقصد کے تحت تحریر کی گئی کتاب تھی۔ جس میں آپ نے عام قارئین، واعظین اور طلبہ کے لیے ایک بالکل مختلف طریقہ کار اختیار کیا۔ علامہ مناویؒ نے "التیسیر" میں "فیض القدیر" کی تمام لغوی ابحاث، نحوی پیچیدگیاں اور ائمۂ فقہ کے طویل مباحث یکسر حذف کر دیے۔ اس کا مقصود یہ تھا کہ قاری علمی اصطلاحات کے الجھنوں سے آزاد رہ کر براہِ راست حدیث کے مقصد تک پہنچ سکے([28])۔ اس کتاب میں انہوں نے راویوں کا سلسلۂ سند اور جرح و تعدیل کی طویل بحثوں کے بجائے، صرف اس حتمی نتیجے (صحیح، حسن یا ضعیف) کو مختصراً واضح کرنے پر اکتفا کیا جو انہوں نے فیض القدیر کی طویل تحقیق سے حاصل کیا تھا([29])۔ "التیسیر" میں مناویؒ کا اسلوب ایک مفتی یا محدث کا نہیں، بلکہ شفیق مربی اور مصلح کی طرح ہے۔ آپ حدیث کا سیدھا سادہ ترجمہ اور مفہوم پیش کر کے یہ بات پر زور طریقہ سے بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث سے ایک مسلمان کی اپنی ذاتی زندگی اور معاشرتی رہن سہن میں کیا عملی تبدیلی آنی چاہیے اور اس کا اخلاقی فائدہ کیا ہو سکتا ہے۔

دیگر معروف جوامع اور سنن کی شروحات

امام جلال الدین سیوطیؒ کی کتب پر کام کرنے کے علاوہ، علامہ عبد الرؤف مناویؒ نے حدیث کے دیگر عظیم ائمہ (متقدمین اور متوسطین) کی مایہ ناز کتب کو بھی اپنی شروحات کے لیے منتخب کیا۔ ان کتب میں ان کا اسلوب محض تشریحی نہیں ہے بلکہ صنفِ حدیث کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے۔

3۔ شرح الشمائل المحمدية للترمذي

محدث عظیم ابو عیسیٰ ترمذیؒ (وفات: 279ھ) کی تصنیف لطیف الشمائل المحمدیۃ سرور کائنات، آقائے نامدار (علیہ الف الف صلوات) کی ظاہری صورت، حلیے، عادات و اطوار، اور اخلاقِ جلیلہ پر مرتب کی گئی نہایت مستند مجموعہ ہے([30])۔ علامہ مناویؒ نے اس کتاب پر ایک بے نظیر شرح لکھی، جو علمی حلقوں میں ملا علی القاریؒ کی جمع الوسائل کے ساتھ بے حد مقبول ہوئی اور اکثر اسکے حاشیے پر بھی چھپتی رہتی ہے([31])۔ اس شرح کا بنیادی مرکزِ نگاہ سردار کونین علیہ السلام کی خَلقی (جسمانی خصوصیات) و خُلقی (اخلاقی اوصاف) ابعاد کا گہرا تفسیری تجزیہ کرنا ہے آپ محض احادیث کے الفاظ کا ترجمہ کرنے پر قناعت اختیار نہیں کرتے بلکہ عربی ادب اور بلاغت کی روشنی میں بتاتے ہیں کہ کسی خاص صفت یا حلیے کے پیچھے کیا حکمتِ نبوی چھپی ہوئی ہے۔ علامہ مناویؒ نے اس تالیف کا اچھوتا اسلوب یہ بھی ہے کہ جہاں بھی آقائے نامدار (علیہ الف تحیات) کے لباس، طعام، یا کلام کا ذکر آتا ہے، وہ اسے تزکیۂ نفس اور تصوف کے اعلیٰ مقامات سے جوڑ دیتے ہیں۔ آپ پڑھنے والے کو یہ سمجھاتے ہیں کہ سنتِ نبوی کا ظاہری اتباع کس طرح انسان کے باطن کو منور کرتا ہے، بنابر این یہ شرح محض ایک علمی ماخذ نہیں رہتی بلکہ ساتھ ہی اخلاقی مربی کا روپ دھار لیتی ہے۔

4۔ تقريب البحر الغزير بشرح الجامع الصغير (یعنی فتح الرؤوف)

تقریب البحر الغزیر بشرح الجامع الصغیر علم حدیث میں آپ کی ایک اہم تصنیف ہے۔ علامہ مناوی نے اپنے شیخ الاسیوطی کی مشہور زمانہ تالیف "الجامع الصغیر" پر مختلف شروح قلمبند کی ہے، ان میں سے یہ آپ کی درمیانی شرح ہے۔ اس کتاب کا دوسرا نام "فتح الرؤوف القدیر بشرح الجامع الصغیر" بھی ملتا ہے۔ اس شرح کا باقاعدہ ذکر خود علامہ مناوی کے بیٹے تاج الدین محمد نے اپنی تصنیف إعلام الحاضر والبادي بمقام والدي الشیخ عبد الرؤوف المناوي الحدادیمیں کیا ہے۔ یہ شرح ہنوز شائع نہیں ہوا ہے بلکہ مسودہ کی شکل میں ہے([32])۔

5۔ شرح الأربعین النوویۃ

علامہ عبد الرؤف المناوی کی "شرح الأربعين النووية" اس فن کی اہم کتابوں میں شمار ہوتی ہے، یہاں تک کہ علامہ عبد الحی الکتانی نے اسکی تعریف وتوصیف کرکے صراحت کی ہے کہ مذکورہ کتاب، اربعین نووی کے تمام شروح میں زیادہ عمدہ شرح ہے۔ مناویؒ خود اس کے مقدمے میں بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بعض دینی بھائیوں کے فرمائش پر امام نووی کی اس مبارک کتاب پر یہ مختصر اور جامع تعلیق لکھی([33])۔ مناوی اس لطیف تصنیف کے مندرجات میں بیک وقت حدیث کی صناعت، فقہ، لغت، سلوک وتصوف اور لطائف وعبر کو یکجا کر دیتے ہیں، جو اس شرح کا ایک بہت بڑا وصف ہے۔ آپ کا طریقۂ کار یہ ہے کہ آپ حدیث کی تخریج پر خصوصی طور پر متوجہ ہوتے ہیں، مختلف مصادر میں موجود روایات کے الفاظ کا موازنہ کرتے ہیں، اور بعض اوقات احادیث پر کوئی حکم لاگو کرنے اور اس کی علتیں بیان کرتے وقت علمی استدراک کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں احادیث کے فقہی پہلو کو نمایاں کرتے ہوئے اختلافاتِ فقہاء اور ادلہ کو غیر ضروری طوالت سے بچتے ہوئے نہایت اختصار سے لاتے ہیں([34])۔ مذکورہ بالا شرح کا بڑا وصف یہ بھی ہے کہ علامہ مناوی نے مذکورہ شرح کے اندر لغوی اور نحوی مباحث کو بہت جگہ دی ہے اور اس حوالے سے طویل علمی بحثیں نقل کی ہیں۔ وہ الفاظِ حدیث کے لغوی معانی اور شارع کے مقاصد کو واضح کرنے کے بعد، نحو وعربی زبان کے قواعد کی روشنی میں شرعی احکام کے ساتھ ان کا باہمی ربط بھی واضح کرتے ہیں۔ غرض یہ کتاب علمِ روایت ودرایت کا ایسا حسین مجموعہ ہے جو قاری کو حدیث کے ظاہری الفاظ کے علاوہ گہرے فقہی، شرعی واصولی معانی تک رسائی دیتا ہے([35])۔

مستقل مجموعہ ہائے احادیث (بہ طورِ جامع)

علامہ عبد الرؤف مناویؒ کا کمالِ علمی صرف متقدمین کے متون وکتب کی شروحات لکھنا نہ تھا، بلکہ وہ حدیث کے علوم وفنون میں اجتہادی بصیرت رکھتے تھے اس لیے اس میدان میں مقتدر جامع (Compiler) کی حیثیت سے بھی ابھرے۔ انہوں نے احادیث کے ایسے مستقل مجموعے مرتب کیے جو ترتیب، اسلوب اور چناؤ کے لحاظ سے اپنے دور یکتا، بے مثال اور اچھوتے مانے گئے۔ ان مجموعوں میں آپ کا کردار محض ایک شارح کا نہیں ہے بلکہ ایسے محقق کا ہے جو احادیث کو ایک قالب میں ڈھال کر امت کے لیے آسان بناتا ہے۔

6۔ کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق

"کنوز الحقائق "علامہ مناویؒ کی انفرادی تدوینِ حدیث کی ایک ممتاز مثال ہے، جس میں آپ نے ہزاروں مختصر وجامع احادیث کو یکجا کیا ہے([36])۔ اس مجموعے کا اسلوبیاتی تبصرہ ان نکات کو واضح کرتا ہے۔ علامہ

مناویؒ نے کنوز الحقائق میں احادیث کو مرتب کرنے کے لیے المعجم الہجائی (تہجی) کا طریقہ کار اختیار کیا۔ وہ حدیث کے پہلے لفظ کے پہلے حرف سے ترتیب کا آغاز کرتے ہیں۔ یہ اسلوب امام سیوطیؒ کی 'الجامع کی طرح ہے، لیکن مناویؒ نے اپنی کتاب میں مزید پختگی پیدا کی اور اسے زیادہ منظم کیا۔ اس ترتیب کے مثبت پہلوؤں میں سے ایک یہ ہے کہ طالب علم اور مبلغ کے لیے کوئی حدیث پہلے لفظ ہی سے چند لمحوں کے اندر ڈھونڈ نکالنا انتہائی سہل بنتا ہے، جس کے لیے کتبِ حدیث کے طویل ابواب کو چھاننا اور حدیث تلاش کرنا نہیں پڑتا۔ اس مجموعے میں مناویؒ نے آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام کے جوامع الکلم (مختصر مگر وسیع المعانی ارشادات) کو چنا ہے۔ کتاب میں طویل احادیث شامل نہیں کی گئیں، بلکہ ان مختصر جملوں پر اکتفا کیا گیا ہے جو عقائد، اخلاقیات، آدابِ زندگی اور حلال و حرام کے اصولوں پر محیط ہیں۔ وہ متنِ حدیث کے فوراً بعد حدیث کی اصل مصادر (مثلاً احمد، ترمذی، طبرانی) کی نشاندہی کر جاتے ہیں، اسی بنا پر کتاب کی استنادی حیثیت برقرار رہتی ہے([37])۔

احادیث کی ترتیب و تہذیب میں اس کتاب کا نہج و اسلوب کچھ یوں ہے کہ علامہ مناوی اس میں سیوطی کی 'الجامع الصغیر' کی ترتیب کی پیروی فرماتے ہیں۔ مصنف نے "ال" (الف لام) سے شروع ہونے والے الفاظ کو حرف 'الف' کے تحت کسی مستقل فصل میں جمع کرنے کے بجائے، انہیں ان کے متعلقہ اصل حروف میں ہی تقسیم کیا ہے۔ بطور تمثیل عرض ہے کہ اگر کوئی حدیث لفظ "الصلاۃ" سے شروع ہوتی ہے، تو اسے حرف 'الف' کی فصل میں ڈھونڈنے کے بجائے حرف 'ص' (صاد) کے آخر میں تلاش کیا جائے گا، اور یہی منہج انہوں نے اپنی دوسری کتاب 'الجامع الأزہر' میں بھی اختیار کیا ہے تاکہ طلباء اور محققین کے لیے احادیث کی تلاش مزید آسان، متوازن اور منطقی ہو سکے([38])۔

7۔ الاتحافات السنية بالاحاديث القدسية

احادیثِ قدسیہ کے موضوع پر کئی جلیل القدر علماء نے گراں قدر تصانیف چھوڑی ہیں۔ جس میں ابن بلبان المقدسی کی کتاب "المقاصد السنية في الأحاديث الإلهية"([39])، ملا علی القاری کی "معجم الأحاديث القدسية الصحيحة ومعها الأربعون القدسية" ([40]) اور عصام الدین الصبابطی کی مرتبہ کتاب "جامع الأحاديث القدسية" اس علم کی نمایاں کتابوں میں گرانقدر مقام رکھتی ہیں۔ علامہ عبد الرؤوف المناوی کی کتاب "الإتحافات السنية بالأحاديث القدسية" بھی ان میں ایک منفرد مرتبہ کی حامل ہے۔ علامہ مناوی نے یہاں پر ان تمام حدیثوں کو جمع کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو روایات میں احادیثِ قدسیہ (یعنی وہ احادیث جو حضور پُر نور (علیہ التحیات) اللہ تعالیٰ سے روایت کے طور پر ذکر فرماتے ہیں) کے طور پر وارد ہوئی ہیں۔ علوم حدیث کے شائقین، طلبہ اور قارئین کی

سہولت اور احادیث کی تلاش کو آسان بنانے کے لیے علامہ مناوی نے یہ مجموعہ تہجی (حروفِ ہجاء) کے انداز پر نہایت عمدگی سے ترتیب دیا ہے تا کہ کسی بھی حدیث کو اس کے ابتدائی حرف سے با آسانی تلاش کرنا آسان ہو(41)۔

تاہم، اس کے مطالعے کے دوران اس بات کا لحاظ رکھنا انتہائی اہم ہے کہ علامہ مناوی نے یہاں پر احادیث کو ان کی صحت کے معیار پر جمع نہیں کیا، بلکہ ان کا بنیادی مقصد صرف قدسی کہلائی جانے والی احادیث کو ایک جگہ اکٹھا کرنا تھا۔ چنانچہ یہاں اس تصنیف میں حسن و صحیح احادیث کے ساتھ ساتھ ضَعِیف، شدید ضعیف اور بعض موضوع روایات بھی شامل ہو گئی ہیں۔ علمائے حدیث کے نزدیک مصنف کا یہ تساہل اور نرمی آپکی اور کتب کی طرح یہاں بھی عیاں ہے، لہٰذا اس کتاب کی کسی حدیث کو محض اس میں درج ہو جانے کی بنا پر صحیح نہیں سمجھا جا سکتا بلکہ اصول حدیث کی روسے حدیث کی سند کی تحقیق لازمی ہے(42)۔ اتحافات سنیۃ کی افادیت مزید بڑھانے کے لیے شیخ محمد منیر بن عبدہ آغا الدمشقی الازہری (متوفی 1367 ہجری) نے اس پر ایک شاندار اور جامع شرح تحریر کی جس کا نام "النفحات السلفیۃ بشرح الأحادیث القدسیۃ" رکھا۔ اس میں شیخ محمد منیر نے احادیث کے صعب لفظ کے معنی اور مفہوم کو واضح کیا، جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں مناسب تشریح پیش کی، اور بعض راویوں کا مختصر تعارف بھی کرایا ہے۔ مزید بر آں، قاری کی بصیرت کے لیے انہوں نے اپنے مقدمے میں حدیثِ قدسی، حدیثِ نبوی اور قرآن مجید کے مابین واضح فرق کو مدلل اور جامع طریقہ سے لایا ہے تا کہ پڑھنے والا مکمل علمی شعور کے ساتھ ان احادیث کا مطالعہ کر سکے(43)۔

علومِ حدیث اور اسمائے رجال (اصول و اسناد)

علامہ عبد الرؤف مناویؒ کی حدیثی خدمات کا احاطہ مشکل ہے تاوقتیکہ انکی ان کتب کا جائزہ نہ لیا جائے جو خالصتاً اصولِ حدیث اور اسناد کی باریکیوں سے متعلق ہیں۔ احادیث کی شروحات لکھنے اور ان کے مجموعے تیار کرنے کے بعد، آپ نے علم الحدیث کے نظریاتی وفنی قواعد پر بھی قلم اٹھایا، تا کہ یہ ظاہر ہو سکے کہ وہ الجرح والتعدیل اور اصول الحدیث کے کتنے بڑے پارکھ تھے۔

8۔ الیواقیت والدرر شرح نخبۃ الفکر

علامہ ابن حجر العسقلانیؒ (وفات: 852ھ) کی جلیل القدر شاہکار "نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر" و 'نزہۃ النظر' علوم الحدیث اور اصطلاحات کے حوالہ سے مستند و جامع ترین متن تسلیم ہوتی ہے(44)۔ علامہ مناویؒ نے اس دقیق اور علمی متن پر ایک حاشیہ اور مقتدر شرح لکھی، جسے علمِ مصطلح الحدیث میں ایک اہم مقام حاصل ہے(45) یہ شرح سب سے پہلے ڈاکٹر مرتضی الزین احمد کی تحقیق سے مکتبۃ الرشد، ریاض سے 2 جلدوں میں شائع ہوئی۔ اس شرح میں علامہ مناویؒ کی اصولِ حدیث پر کامل گرفت نظر آتی ہے۔ وہ حافظ ابن حجرؒ کی پیش کردہ اصطلاحات (جیسے

متواتر، آحاد، مرسل، معضل، اور شاذ) کی نہ صرف لغوی اور اصطلاحی تعریفیں کرتے ہیں، بلکہ متقدمین محدثین کے مناہج کو دیکھتے ہوئے اس پر نقد و نظر بھی کرتے ہیں۔ مناویؒ کا اسلوب یہاں محض ایک مقلد شارح کا نہیں ہے۔ وہ کئی مقامات پر حافظ ابن حجرؒ جیسے امیر المؤمنین فی الحدیث کی آراء اور تعریفات پر بھی علمی نقد کرتے ہیں اور ائمہ سلف (جیسے امام خطیب بغدادی اور امام ابن الصلاح) کے اصولوں کی روشنی میں متبادل علمی جہات پیش کرتے ہیں(46)۔ یہ شرح ثابت کرتی ہے کہ مناویؒ احادیث کو پرکھنے کے نظریاتی ترازو پر کس قدر گہری نظر رکھتے تھے۔

3۔ علامہ مناوی کے حدیثی منہج کا تجزیاتی مطالعہ

علامہ عبد الرؤف مناویؒ کی حدیثی تصانیف کا تحقیقی تجزیہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے انہوں نے پچھلی صدیوں کے گرانقدر اسلامی سرمائے کو اپنے دور کی مقتضیات پر پورا اترنے کے لیے ایک خاص منہج وضع کیا۔ ان کے عمومی حدیثی منہج کو تین بڑے علمی و فکری حصوں میں منقسم ہو سکتا ہے۔

1: روایت و درایت کا کامل امتزاج

علمِ حدیث کا سب سے نازک پہلو روایت اور درایت کے درمیان توازن برقرار رکھنا ہے۔ دسویں اور گیارہویں صدی ہجری کے بہت سے محدثین صرف اسناد پر کلام کرنے یا محض متن کو بغیر تشریح کے چھوڑنے پر اکتفا کرتے تھے، لیکن علامہ مناویؒ نے اس جمود کو توڑا۔ آپ سندِ حدیث پر گفتگو کے وقت ائمہ جرح وتعدیل کی جرح کو تو نقل کرتے ہی ہیں، تاہم وہ اس بات کو بھی سامنے رکھتے ہیں کہ آیا راویوں کے مابین ملاقات (اتصالِ سند) کا کوئی قوی احتمال موجود ہے یا نہیں(47)۔ مناویؒ کا اصل کمال ان کا درایتی منہج ہے۔ وہ حدیث کے متن پر کلام کرکے لغوی اشتقاق، نحوی تراکیب اور بلاغتی محاسن کو واضح فرماتے ہیں۔ بعد ازاں آپ اس حدیث سے مستنبط فقہی احکامات پر گفتگو کرتے ہیں۔ وہ حدیث کے بعد یہ بتاتے ہیں کہ یہاں ایک جملے سے امام شافعیؒ نے کونسی دلیل لی ہے، حضرت الامام ابو حنیفہؒ کا اس پر کیا موقف ہے، اور امام مالکؒ کا یہاں پر اس کے مقابلے میں تعاملِ اہل مدینہ کو کیوں ترجیح دی (48)۔ ان کا یہ موازنہ جاتی اسلوب روایت کو درایت کے ایسے مصفا ترازو میں تولتا ہے جہاں حدیث کا قانونی اور عملی رخ نکھر کر سامنے آجاتا ہے۔

2: شریعت اور طریقت کا حسین جوڑ

علامہ مناویؒ کی احادیث کی شروحات بالخصوص فیض القدیر اور شرح الشمائل انفرادیت رکھتی ہے، اس لیے کہ شریعت کے ظاہری احکام کو طریقت کے باطنی اسرار کے ساتھ یکجا کر ڈالتے ہیں۔ وہ علمِ حدیث کو صرف و صرف قانونی موشگافیوں کا مجموعہ نہیں بننے دیتے، بلکہ اس کے اصل مقصد یعنی تزکیۂ نفس کو اجاگر کرتے ہیں۔ جب

کسی حدیث میں زہد، تقویٰ، حیا، یا حسنِ اخلاق کا ذکر آتا ہے، تو مناویؒ کا قلم ایک محدث کے ساتھ ساتھ ایک عارف باللہ کا روپ دھار لیتی ہے۔ مصنف، حدیث کے لفظ سے سلوک واحسان کے دقیق نکات کشید لیتے ہیں۔ بطور نمونہ؛ مناویؒ ظاہری عبادات (نماز، روزہ، لباسِ نبوی) کے احکام کے بیان کے ساتھ اس کے باطنی آداب اور دل کے حضور کے طریقوں پر مفصل روشنی ڈالتے ہیں[49]۔ ان کا یہ منہج صوفیاء کے یہاں پائی جانے والی بے سند روایات کی حوصلہ شکنی کر کے ثابت کرتا ہے کہ حقیقی تصوف صرف مستند احادیثِ نبویہ کی گود سے ہی جنم لیتا ہے۔

3: دیگر محدثین سے استفادہ اور محققانہ نقد

ایک ماہر و محقق کے پہچان لینے کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ اپنے اسلاف کے کاموں سے استفادہ تو پوری دیانت داری سے کرتا ہے، لیکن علمی امانت کے تحت جہاں ضرورت ہو وہاں تعظیم کے ساتھ نقد کا دامن بھی ہاتھ سے نہیں چھوڑتا۔ علامہ مناویؒ کا یہ وصف ان کی تمام شروحات میں نمایاں ہے۔ چونکہ ان کی شہرت کا مدار امام سیوطیؒ کی 'الجامع الصغیر' پر ہے، اس لیے وہ سیوطیؒ کے علمی مقام کے معترف ہیں، لیکن "فیض القدیر" میں وہ جابجا امام سیوطیؒ پر نقد کرتے ہیں۔ جہاں سیوطیؒ نے کسی ضعیف حدیث پر صحیح یا حسن کا حکم لگا کر تساہل برتا ہو، وہاں مناویؒ رواۃ کا کٹھن محاسبہ کر کے سیوطیؒ کے حکم کو مسترد کر دیتے ہیں اور حدیث کا اصل فنی مرتبہ واضح کرتے ہیں[50]۔ وہ اسنادی مباحث اور اصطلاحاتِ حدیث میں ابن حجر عسقلانیؒ کی فتح الباری و دیگر کتب پر گہرا تکیہ کرتے ہیں، لیکن کئی مقامات پر ان کی اصولی تعریفات سے علمی اختلاف بھی کرتے ہیں۔ اسی طرح احادیث کے اخلاقی اور روحانی پہلوؤں میں وہ احیاء علوم الدین از امام غزالیؒ کے اقوال بکثرت نقل کرتے ہیں، مگر جہاں امام غزالیؒ نے اپنی کتاب میں غیر ثابت شدہ حدیث سے مستدل بنایا ہو، وہاں مناویؒ غایت درجہ احترام کے ساتھ امام غزالیؒ پر بھی گرفت کیا کرتے ہیں اور وضاحت دلاتے ہیں کہ یہ روایت فنی واصولی اعتبار سے حجت نہیں بن سکتی[51]۔

اختتامیہ (Conclusion):

علامہ عبد الرؤف مناویؒ کی حدیثی تصانیف کا یہ جامع اور تنقیدی جائزہ کا عطر وخلاصہ یہ ہے کہ دسویں اور گیارہویں صدی ہجری کے عبوری دور میں آپ کی علمی شخصیت علمِ حدیث کے فروغ اور بقا کے لیے ایک عظیم نعمت ثابت ہوئی۔ ایک ایسے عہد میں جب اسلامی دنیا علمی جمود، اندھی تقلید اور متقدمین کے سرمائے پر محض سرسری حواشی چڑھا کر قناعت کر چکی تھی، علامہ مناویؒ نے اپنے محققانہ قلم اور متمیز منہج کے ذریعے علمِ حدیث کو ایک نئی جہتیں اور وسعتیں عطا کیں۔ آپ کی خدمات کا مجموعی کردار یہ ہے کہ آپ نے روایت و درایت کے دیرینہ فاصلے

سمیٹے، مسلکی عصبیتوں سے بلند و بالا جا کر موازنہ جاتی فقہ کا اسلوب اپنایا، شریعت کے ظاہری احکام کو طریقت کے باطنی تزکیے کے ساتھ کچھ یوں نتھی کیا کہ حدیثِ نبوی کا اصل اخلاقی و عملی مدعا سوسائٹی کے سامنے نکھر کر آ گیا([52])۔

اس پورے تحقیقی مطالعہ سے یہ حتمی ثمرہ ملتا ہے کہ علامہ مناویؒ کی تصانیف، بالخصوص ان کا لافانی شاہکار **"فیض القدیر"**، عصرِ حاضر کے محققین، اساتذہ اور طلبہ کے لیے آج بھی یکساں طور پر ناگزیر اور مراجع علم ہیں۔ آج جب حدیث پر کام کرنے والے جدید محققین کو مختلف مسالک کے فقہی استدلال، دقیق لغوی ابحاث اور روات کی جرح و تعدیل کے لیے بیسیوں اُمہات الکتب کی ورق گردانی کرنی پڑتی ہے، وہاں "فیض القدیر" ان تمام علوم کا ایک کثیر الجہتی (Multidimensional) انسائیکلوپیڈیا فراہم کرتی ہے۔ مناویؒ کا امام سیوطیؒ، امام ابن حجرؒ اور حجۃ الاسلام غزالیؒ جیسے جلیل القدر ائمہ پر علمی و غایتی تعاقب (نقد) آج کے مروجہ اکیڈمک حلقوں کو یہ سکھاتا ہے کہ اسلاف کا احترام برقرار رکھتے ہوئے علمی حریت اور تنقیدی شعور کو کیسے زندہ رکھا جاتا ہے([53])۔ مختصر یہ کہ علامہ مناویؒ نے حدیث کی صرف تدوین یا شرح نہیں کی، بلکہ انہوں نے متقدمین کے بکھرے ہوئے سمندر کو کوزے میں بند کر کے رہتی دنیا تک کے مسلمانوں کے لیے علمِ حدیث تک رسائی کو انتہائی سہل اور منظم بنا دیا۔ ان کی کتب کا گہرا فہم آج بھی مسلم امہ کے فکری انتشار کو دور کرنے، فقہی رواداری کو فروغ دینے اور سنتِ نبوی کے حقیقی اخلاقی و روحانی ابعاد کو پالینے کے لیے ایک بہترین اور ناگزیر علمی شاہراہ کا درجہ رکھتا ہے۔

حواشی

1 :۔ حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبد اللہ، کشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون، بیروت: دار إحياء التراث العربي، 1941ء، ج1، ص32

2 :۔ جلال الدین السیوطی (849ھ - 911ھ / 1445ء - 1505ء) کا پورا نام عبد الرحمن بن ابی بکر بن محمد جلال الدین الخضیری السیوطی الشافعی ہے۔ آپ دسویں صدی ہجری کے امام، مجدد، محدثِ اعظم، مفسر اور کثیر التصانیف عالم ہیں۔ ان کی تصانیف کی تعداد 600 سے زائد بتائی جاتی ہے، جن میں علومِ قرآن میں 'الاتقان في علوم القرآن'، تفسیر میں 'التفسير بالماثور (الدر المنثور)'، حدیث میں 'الجامع الصغیر'، 'تدريب الراوي' اور تاریخ میں 'تاریخ الخلفاء' علمی دنیا میں سب سے زیادہ مشہور اور مراجع مانی جاتی ہیں۔

[3]:۔ ڈاکٹر محمد زبیر صدیقی، حدیثِ نبوی: تدوین، تاریخ اور اہمیت، لاہور: اسلامی اکادمی، 1990ء، ص145

4:۔ نجم الدین الغزی، محمد بن محمد، اللطائف من أخبار العوارف (الكوكب السائر بأعيان المائة العاشرة)، بیروت: دار الكتب العلمية، 1997ء، ج3، ص182

[5]:۔ امام جلال الدین محلی (791ھ–864ھ / 1389ء–1459ء) مصر کے شہر قاہرہ میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پا کر مدفون ہوئے۔ آپ اپنے دور کے جلیل القدر فقیہ، مفسر اور اصولی تھے، جن کا سب سے بڑا اور شہرہ آفاق علمی کارنامہ "تفسیر الجلالین" کی ابتدا کرنا ہے، جسے بعد میں ان کے شاگرد امام جلال الدین سیوطی نے مکمل کیا۔ آپ کی دیگر مشہور ترین اور مقبولِ عام تصانیف میں علمِ اصولِ فقہ پر لکھی گئی "شرح جمع الجوامع" اور فقہ شافعی کی مستند ترین کتاب "کنز الراغبین فی شرح منہاج الطالبین" شامل ہیں۔

[6]:۔ امام شمس الدین رملی (919ھ–1004ھ / 1513ء–1596ء) مصر کے صوبہ منوفیہ کے گاؤں "رملہ" میں پیدا ہوئے اور قاہرہ میں وفات پا کر وہیں مدفون ہوئے۔ آپ اپنے دور کے مایہ ناز محدث، مفتیِ اعظم اور فقیہ تھے، جنہیں ان کی علمی جلالت کی بنا پر دسویں صدی ہجری کا "مجدد" اور "چھوٹا شافعی" (الشافعی الصغیر) کہا جاتا ہے۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ اور مشہور ترین تصنیف "نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج" ہے، جو فقہ شافعی کا ایک بنیادی اور مستند ترین مرجع مانی جاتی ہے، اس کے علاوہ آپ نے اپنے والد شہاب الدین رملی (جو خود بہت بڑے فقیہ تھے) کے فتاویٰ کو بھی مدون و جمع کیا۔

[7]:۔ شیخ الاسلام امام زین الدین زکریا بن محمد انصاری (823ھ–926ھ / 1420ء–1520ء) مصر کے صوبہ شرقیہ کے گاؤں "سُنیکہ" میں پیدا ہوئے اور قاہرہ میں وفات پا کر امام شافعی کے مزار کے پاس مدفون ہوئے۔ آپ کی طویل عمر (تقریباً 103 سال) کی وجہ سے انہیں "عالی السند" محدث اور صدی کا مجدد مانا جاتا ہے۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ جلال الدین محلی اور امام سیوطی جیسے ائمہ کی تربیت کرنا ہے، جبکہ آپ کی مشہور تصانیف میں "فتح الوہاب بشرح منہج الطلاب" (فقہ شافعی)، "الغرر البھیۃ فی شرح البھجۃ الوردیۃ"، اور علمِ اصول و حدیث پر کثیر شروحات شامل ہیں۔

[8]:۔ علامہ محمد امین بن فضل اللہ المحبی (1061ھ–1111ھ / 1651ء–1699ء) شام کے شہر دمشق میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پا کر باب الصغیر کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ آپ کا شہرہ آفاق علمی کارنامہ ان کی کتاب "خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادي عشر" ہے، جو گیارہویں صدی ہجری کے مشاہیر، علماء اور شعراء کی سوانح عمری پر مبنی ایک مستند ترین تاریخی مرجع ہے۔ دیگر تصانیف میں "جنی الجنتین فی تمییز نوعی المثنیین" اور ادبی تذکرہ "نفحۃ الریحانۃ ورشحۃ طلاء الحانۃ" شامل ہیں۔

[9]:۔ محمد امین بن فضل اللہ المحبی، خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادي عشر، بیروت: دار صادر، 1970ء، ج2، ص412

[10]:۔ جلال الدین السیوطی و عبد الرؤف المناوی، الجامع الصغیر بشرحہ فیض القدیر والتیسیر (مقدمۃ التحقیق)، ریاض: مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، 1998ء، ج1، ص15

[11]:۔ اسماعیل پاشا البغدادی، ہدیۃ العارفین اسماء المؤلفین وآثار المصنفین، بیروت: دار إحياء التراث العربي، 1951ء، ج1، ص504

[12]:۔ البغدادی، ہدیۃ العارفین، ج1، ص505

[13]:۔ حافظ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی (773ھ–852ھ / 1373ء–1449ء) مصر کے شہر قاہرہ میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پا کر قرافہ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ آپ کا سب سے بڑا اور شہرہ آفاق علمی کارنامہ "فتح الباری" شرح صحیح بخاری

ہے جو مستند ترین اور بے مثال شرح مانی جاتی ہے، جبکہ آپ کی دیگر مشہور ترین تصانیف میں احادیثِ احکام پر "بلوغ المرام"، اصولِ حدیث پر "نخبۃ الفکر"، اور راویوں کے حالات پر "تہذیب التہذیب" اور "الاصابہ" شامل ہیں۔

[14]:۔ المحبی، خلاصۃ الأثر، ج2، ص413

[15]:۔ خیر الدین بن محمود الزرکلي، الأعلام: قاموس تراجم لأشھر الرجال والنساء من العرب والمستعربین والمستشرقین، بیروت: دار العلم للملایین، 2002ء، ج6، ص204

[16]:۔ المحبی، خلاصۃ الأثر، ج2، ص414

[17]:۔ جلال الدین السیوطي، الجامع الصغیر في أحادیث البشیر النذیر، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2004ء، ج1، ص3

[18]:عبد الرؤوف المناوی، *فیض القدیر شرح الجامع الصغیر*، قاہرہ: المکتبۃ التجاریۃ الکبری، 1356ھ، ج1، ص2

[19]:المناوي، *فیض القدیر*، ج3، ص142

[20]:المناوي، *فیض القدیر*، ج1، ص18

[21]:زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف المناوي، *فیض القدیر شرح الجامع الصغیر*، المکتبۃ التجاریۃ الکبری، مصر، 1356ھ، ج1، ص2

[22]: محمد بن إسماعیل الصنعاني، *التنویر شرح الجامع الصغیر*، تحقیق: د. محمد إسحاق محمد إبراھیم، الریاض: مکتبۃ دار السلام، 1432ھ / 2011ء، ج1، ص123–124

[23]:۔ عبد الرؤف المناوي، التیسیر بشرح الجامع الصغیر، ریاض: مکتبۃ الإمام الشافعي، 1988ء، ج1، ص4

[24]:۔ السیوطي والمناوي، الجامع الصغیر بشرحہ (مقدمۃ التحقیق)، ج1، ص32

[25]:۔ عبد الرؤف المناوي، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، قاہرہ: المکتبۃ التجاریۃ الکبری، 1356ھ، ج2، ص410

[26]:۔ المناوي، فیض القدیر، ج1، ص55

[27]: المناوي، فیض القدیر، ج4، ص18

[28]:۔ عبد الرؤف المناوي، التیسیر بشرح الجامع الصغیر، ریاض: مکتبۃ الإمام الشافعي، 1988ء، ج1، ص5

[29]:۔ المناوي، التیسیر، ج2، ص112

[30]:۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذي، الشمائل المحمدیۃ، بیروت: دار الحدیث، 1988ء، ص12

[31]:۔ ملا علي القاري وعلی ہامشہ عبد الرؤف المناوي، جمع الوسائل في شرح الشمائل، مصر: المطبعۃ الشرفیۃ، 1318ھ، ج1، ص2

[32]:۔ محمد عبد الکریم حسن الإسحاقی، شرح الأربعین النوویۃ للمناوی ح 29 - 35 (رسالۃ ماجستیر)، الجامعۃ الإسلامیۃ بالمدینۃ المنورۃ، سن اشاعت: 1436-1437 ہجری، ص43

[33]:۔ شرح الأربعین النوویۃ للمناوی ص: 4-5

[34]:۔ حوالہ سابقہ ص5، 55-57

35:۔ حوالہ سابقہ ص 51، 57-58

36:۔ إسماعيل پاشا البغدادی، إيضاح المكنون في الذيل على كشف الظنون، بيروت: دار إحياء التراث العربي، 1945ء، ج2، ص384

37:۔ محمد امين بن فضل الله المحبی، خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادي عشر، بيروت: دار صادر، 1970ء، ج2، ص413

38:۔ التنوير شرح الجامع الصغير، مصنف: محمد بن إسماعيل الصنعاني، محقق: د. محمد إسحاق محمد إبراهيم، ناشر: مكتبة دار السلام، الرياض، ج1، ص117

39:۔ ابن بلبان المقدسي، محقق: محيي الدين مستو ومحمد العيد الخطراوي، المقاصد السنية في الأحاديث الإلهية، ناشر: مكتبة التراث - دار ابن كثير، سن اشاعت: 1408 ہجری

40:۔ الملا علي القاري، محقق: كمال بن بسيوني، مجم الأحاديث القدسية الصحيحة، ناشر: مكتبة السنة - القاهرة، سن اشاعت: 1412 ہجری

41:۔ عبد الرؤوف المناوی، محقق: عبد القادر الأرناؤوط و طالب عواد، الإتحافات السنية بالأحاديث القدسية ومعه النفحات السلفية، ناشر: دار ابن كثير - دمشق وبيروت، ص8

42:۔ حوالہ سابقہ، ص: 1 و 3

43:۔ حوالہ سابقہ، ص: 1، 2 و 5، 6

44:۔ ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي، نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر في مصطلح أهل الأثر، مدينہ منورہ: مطبعة سفير، 2001ء، ص15

45:۔ إسماعيل پاشا البغدادی، هدية العارفين أسماء المؤلفين وآثار المصنفين، بيروت: دار إحياء التراث العربي، 1951ء، ج1، ص504

46:۔ خير الدين بن محمود الزركلي، الأعلام: قاموس تراجم لأشهر الرجال والنساء من العرب والمستعربين والمستشرقين، بيروت: دار العلم للملايين، 2002ء، ج6، ص204

47:۔ عبد الرؤف المناوي، فيض القدير شرح الجامع الصغير، قاہرہ: المكتبة التجارية الكبرى، 1356ھ، ج2، ص15

48:۔ المناوي، فيض القدير، ج4، ص89

49:۔ ملا علي القاري وعلى هامشه عبد الرؤف المناوي، جمع الوسائل في شرح الشمائل، مصر: المطبعة الشرفية، 1318ھ، ج1، ص142

50:۔ المناوي، فيض القدير، ج3، ص204

51:۔ جلال الدين السيوطی وعبد الرؤف المناوی، الجامع الصغير بشرحه فيض القدير والتيسير (مقدمة التحقيق)، رياض: مكتبہ نزار مصطفیٰ الباز، 1998ء، ج1، ص45

52:۔ محمد امين بن فضل الله المحبی، خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادي عشر، بيروت: دار صادر، 1970ء، ج2، ص412

53:۔ جلال الدين السيوطی وعبد الرؤف المناوی، الجامع الصغير بشرحه فيض القدير والتيسير (مقدمة التحقيق)، رياض: مكتبہ نزار مصطفیٰ الباز، 1998ء، ج1، ص52

فہرستِ مراجع

1. **ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي**۔ نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر في مصطلح أهل الأثر۔ مدینہ منورہ: مطبعة سفير، 2001ء۔
2. **البغدادي، إسماعيل باشا**۔ إيضاح المكنون في الذيل على كشف الظنون۔ بیروت: دار إحياء التراث العربي، 1945ء۔
3. **البغدادي، إسماعيل باشا**۔ هدية العارفين أسماء المؤلفين وآثار المصنفين۔ بیروت: دار إحياء التراث العربي، 1951ء۔
4. **الترمذي، أبو عيسى محمد بن عيسى**۔ الشمائل المحمدية۔ بیروت: دار الحديث، 1988ء۔
5. **الزركلي، خير الدين بن محمود**۔ الأعلام: قاموس تراجم لأشهر الرجال والنساء من العرب والمستعربين والمستشرقين۔ بیروت: دار العلم للملايين، 2002ء۔
6. **السيوطي، جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر**۔ الجامع الصغير في أحاديث البشير النذير۔ بیروت: دار الكتب العلمية، 2004ء۔
7. **السيوطي، جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر**۔ الإتقان في علوم القرآن۔ بیروت: دار الفكر، 1996ء۔
8. **السيوطي، جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر**۔ تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي۔ رياض: دار العاصمة، 2003ء۔
9. **السيوطي، جلال الدين؛ والمناوي، عبد الرؤوف**۔ الجامع الصغير بشرحه فيض القدير والتيسير، (مقدمة التحقيق)۔ رياض: مكتبة نزار مصطفى الباز، 1998ء۔
10. **الصديقي، محمد زبير**۔ حدیث نبوی: تدوین، تاریخ اور اہمیت۔ لاہور: اسلامی اکادمی، 1990ء۔
11. **الغزي، نجم الدين محمد بن محمد**۔ اللطائف من أخبار العوارف (الكوكب السائر بأعيان المائة العاشرة)۔ بیروت: دار الكتب العلمية، 1997ء۔
12. **القاري، ملا علي**۔ جمع الوسائل في شرح الشمائل، وعلى هامشه عبد الرؤوف المناوي۔ مصر: المطبعة الشرفية، 1318ھ۔
13. **حاجي خليفة، مصطفى بن عبد الله**۔ كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون۔ بیروت: دار إحياء التراث العربي، 1941ء۔
14. **المحبي، محمد أمين بن فضل الله**۔ خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادي عشر۔ بیروت: دار صادر، 1970ء۔
15. **المناوي، عبد الرؤوف**۔ الإتحافات السنية بالأحاديث القدسية ومعه النفحات السلفية۔ دمشق وبیروت: دار ابن كثير۔
16. **المناوي، عبد الرؤوف**۔ التيسير بشرح الجامع الصغير۔ رياض: مكتبة الإمام الشافعي، 1988ء۔
17. **المناوي، عبد الرؤوف**۔ فيض القدير شرح الجامع الصغير۔ قاہرہ: المكتبة التجارية الكبرى، 1356ھ۔
18. **الصنعاني، محمد بن إسماعيل**۔ التنوير شرح الجامع الصغير۔ تحقيق: محمد إسحاق محمد إبراهيم۔ رياض: مكتبة دار السلام، 1432ھ / 2011ء۔

19. **ابن بلبان المقدسي**۔ المقاصد السنية في الأحاديث الإلهية۔ تحقيق: محيي الدين مستو ومحمد العيد الخطراوي۔ دار ابن كثير؛ مكتبة التراث، 1408ھ۔
20. **القاري، ملا علي**۔ معجم الأحاديث القدسية الصحيحة۔ تحقيق: كمال بن بسيوني۔ القاهرة: مكتبة السنة، 1412ھ۔
21. **الإسحاقي، محمد عبد الكريم حسن**۔ شرح الأربعين النووية للمناوي، ح29–35۔ رسالة ماجستير، الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة، 1436–1437ھ۔